جزائر فجی میں گنے کے کھیتوں میں کام کرنے کے لیے ایک معاہدے کے تحت وہاں بھیجے گئے تھے۔ کچھ مسلمان تاجر گجرات سے بھی نیوزی لینڈ پہنچے۔ ان مسلمان تارکین وطن کی اولادیں آج بھی مسلمان ہیں۔ فجی میں تو یہ مسلمان زبردست اکثریت کے حامل ہیں۔

یہ پہلی چار لہریں پرانے تارکین وطن کی شمار ہوتی ہیں۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد البانوی پناہ گزینوں کی بھاری تعداد آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ پہنچی۔ ان کا زمانہ ہجرت ۱۹۲۰ء سے شروع ہو کر ۱۹۵۰ء تک رہا۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد یوگوسلاوی اور قبرصی مسلمان بھی آسٹریلیا پہنچنے شروع ہو گئے۔ ان کی آمد ۱۹۴۸ء سے لے کر ۱۹۶۰ء تک جاری رہی۔ ۱۹۶۰ء کے بعد مسلمان بڑی بھاری تعداد میں آسٹریلیا پہنچے۔ یہ مسلمان زیادہ تر ترکی، لبنان، یونان، پاکستان، مصر اور شام سے آئے تھے۔ ان مسلمانوں کی اولادیں اب تک اپنے دین اسلام کی پیروکار چلی آرہی ہیں۔ ہر ۱۰ سال بعد ان مسلمانوں کی تعداد میں خاطرخواہ اضافہ ریکارڈ کیا گیا ہے۔ ۱۹۸۲ء میں بحرالکاہل میں مسلمانوں کی کل آبادی ۲ لاکھ ۶۰ ہزار تھی۔ ۱۹۹۲ء میں یہ بڑھ کر ۶ لاکھ ۱۷ ہزار ہوگئی۔ تازہ اعداد و شمار کے مطابق اب یعنی ۱۹۹۹ء میں یہ تعداد بڑھ کر ۱۲ لاکھ ۲۷ ہزار تک جا پہنچی ہے۔ اس تخمینے میں انڈونیشیا اور فلپائن شامل نہیں ہیں جو براعظم ایشیا کا حصہ شمار ہوتے ہیں۔ فی الحال (۱۹۹۹ء) مسلمان بحرالکاہل کے چھ ملکوں، آسٹریلیا، فجی، نیوزی لینڈ، نیوکیلی ڈونیا اور پاپوا نیوگنی میں منظم حالت میں آباد ہیں۔ کوکوس آئی لینڈ اور کرسمس آئی لینڈ میں بھی مسلمان منظم حالت میں آباد ہیں جو آسٹریلیا کے زیر سیادت ہیں۔ انھیں بھی آسٹریلیا کے مسلمانوں کی طرح آسٹریلوی شہری شمار کیا جاتا ہے۔ نیوکیلی ڈونیا میں مسلمانوں کی آبادی کا تناسب سب سے زیادہ ہے۔ یعنی ۴۰ فی صد--- اسی طرح آسٹریلیا میں مسلمانوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے یعنی ۵ لاکھ ۵۵ ہزار۔ ان تمام بحرالکاہلی خطوں میں مسلمانوں کی آبادی تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ انھوں نے اپنے اتحاد و تنظیم کی طرف بھی توجہ دی ہے۔ اکثر علاقوں میں انتہائی منظم و مربوط حالت میں ہیں، جب کہ اکثر علاقوں میں ان کے درمیان اتحاد و نظم کا فقدان ہے۔

آسٹریلیا، کمیونٹی کی تشکیل

سب سے پہلے جو مسلمان آسٹریلیا پہنچے وہ عرب تاجر تھے جو دسویں صدی عیسوی میں وہاں پہنچے تھے۔ پھر پندرھویں صدی میں جزائر انڈونیشیا خصوصاً میکاسر، تیمور اور ملوکا سے مسلمان ماہی گیر وہاں پہنچے۔ آسٹریلیا میں اس وقت جو مسلم کمیونٹی موجود ہے اس کی بنیاد اس وقت پڑنی شروع ہوئی جب ۱۸۵۰ء میں ایک کشمیری پٹھان دوست محمد خان اپنے دو افغان دوستوں اور ۲۴ اونٹوں کے ساتھ ملبورن پہنچا۔ یہ لوگ صحرائے آسٹریلیا کے دور دراز کے علاقوں کی تلاش و جستجو کرتے وہاں پہنچے تھے۔ ۱۸۶۰ء میں کراچی سے ۱۲ شتربان اپنے ڈیڑھ صد اونٹوں کے ساتھ وہاں پہنچے۔ اس کے بعد مزید شتربان بھی وہاں پہنچ گئے۔ ان لوگوں نے

آسٹریلیا کی ہمہ جہت ترقی میں انتہائی قابل قدر خدمات سرانجام دیں۔ بیشتر شتربان موجودہ پاکستان سے آئے تھے۔ کچھ بھارت' ایران اور افغانستان سے آئے لیکن چونکہ ان لوگوں کی غالب اکثریت پشتو بولنے والی تھی' اس لیے یہ افغان یا خان کہلاتے تھے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کی تعداد میں بھی اضافہ ہوتا گیا۔ وہ اونٹوں کی افزایش نسل اور ان کی تجارت کرنے لگے۔ ان میں سے بعض چھوٹے موٹے کاروباروں اور ملازمتوں سے وابستہ ہو کر سارے براعظم آسٹریلیا میں پھیل گئے۔ انھوں نے اس براعظم کی وسعتوں کو چھانا۔ نئے علاقے دریافت کیے۔ ایڈیلیڈ سے ڈارون پہلی اوورلینڈ ٹیلی گراف لائن کے قیام اور کالگوری سے پورٹ آگسٹا تک ٹرانس آسٹریلیا ریلوے کی تعمیر میں قابل قدر خدمات سرانجام دیں۔

ان مسلمان تارکین وطن میں بہت سی نامور شخصیات بھی پیدا ہوئیں' مثلاً حاجی عبدالواحد جنھوں نے اونٹوں کی افزایش نسل اور ان کی تجارت کے سلسلے میں بڑا نام پیدا کیا۔ حاجی محمد عالم ۱۸۵۸ء میں قندھار' افغانستان میں پیدا ہوئے اور ۱۸۸۵ء میں ہجرت کر کے آسٹریلیا چلے آئے۔ انھوں نے ایک عظیم ماہر نباتات' حکیم اور مبلغ اسلام کی حیثیت سے ملک گیر شہرت حاصل کی۔ انھوں نے ۱۹۶۴ء میں ۱۰۶ سال کی طویل عمر میں ایڈیلیڈ میں انتقال کیا۔

افغانوں سے انگریز بالکل غلاموں جیسا سلوک کرتے تھے۔ آسٹریلوی عیسائی بھی ان سے انتہائی کینہ اور عناد رکھتے تھے۔ ان افغانوں کو آسٹریلیا بھیجتے وقت انگریزوں نے انھیں اپنی عورتیں ساتھ لے جانے کی اجازت نہ دی تھی۔ اس لیے اس اجنبی سرزمین پر شادی ان افغانوں کے لیے انتہائی گھمبیر مسئلہ بنی ہوئی تھی۔ اس صورت حال میں اکثر افغان عمر بھر کنوارے ہی رہے۔ بعض نے سفید فام اور دوغلی نسل کی عورتوں کو مسلمان کر کے ان سے شادیاں کر لیں۔ اکثر ایسے تھے جنھوں نے اپنی ہونے والی اولادوں کے مستقبل کا خیال کیے بغیر ہر ہاتھ آئی عورت سے شادی رچالی۔ آج اس کا نتیجہ یوں سامنے آتا ہے کہ سفید فام اور دوغلی نسل کی عورتوں سے ان افغانوں کی جو اولاد ہے وہ ۸۰ فی صد عیسائی ہے اور ۲۰ فی صد مسلمان' لیکن ان میں اپنی افغان اصلیت کا تصور بے حد مستحکم ہے۔ یہ لوگ اب آسٹریلوی سرزمین پر اپنے آپ کو تنہا اور اجنبی محسوس کرتے ہوئے تیزی سے اپنے اصل مذہب یعنی اسلام کے دامن میں سمٹ رہے ہیں اور اپنی اسلامی شناخت اور مقام دوبارہ حاصل کر رہے ہیں۔

۱۸۶۰ء سے مغربی آسٹریلیا کے سمندروں سے دنیا کے ۸۰ فی صد موتی نکالے جاتے تھے۔ یہ موتی نکالنے والے غوطہ خور انڈونیشیا اور ملائیشیا کے مسلمان ہوتے تھے۔ انھیں اپنی بیویاں اپنے ساتھ لانے کی اجازت دی گئی تھی۔ یہ اپنے مذہب اسلام کے سچے پیروکار تھے۔ انھوں نے اپنی کمیونٹی تشکیل دی لیکن ان کی اولادیں آگے چل کر آسٹریلوی معاشرے میں خلط ملط ہو کر برائے نام مسلمان رہ گئیں۔ انڈونیشی جزائر

اور بھارت سے کوئنزلینڈ' راک ہیمپٹن اور کیرنز میں گنے کے کھیتوں میں کام کرنے کے لیے کرائے پر لائے جانے والے مسلمان مزدوروں کے ساتھ بھی یہی ہوا کہ ان کی اولادیں یا تو عیسائی بن گئیں یا برائے نام ہی مسلمان رہ گئیں۔ اب ان میں اپنے آبائی دین اسلام کی طرف لوٹ جانے کی خواہش زور پکڑ رہی ہے۔

پہلی جنگ عظیم کے بعد البانیہ سے مسلمان تارکین وطن کا ایک سیلاب آسٹریلیا لد آیا۔ ان کی غالب تعداد شمالی کوئنزلینڈ اور وکٹوریہ کے تمباکو کے کھیتوں اور پھلوں کے باغات میں بحیثیت مزدور و کسان کھپ گئی۔ یہ لوگ آسٹریلیا میں ضرور آباد ہوگئے تھے لیکن یہ مقامی عورتوں سے شادی سے مجتنب ہی رہے۔ ۱۹۳۰ء کی دہائی میں ان لوگوں کی ایک بھاری تعداد اپنے وطن واپس گئی اور وہاں سے مسلمان بیویاں لے کر آسٹریلیا واپس آگئی۔

دوسری جنگ عظیم کے بعد مزید البانوی مہاجر آسٹریلیا پہنچے۔ ان میں یوگوسلاوی اور یونانی مسلمان بھی کافی تعداد میں تھے۔ یوگوسلاویہ سے بوسنیائی مسلمان بھی آسٹریلیا پہنچے۔ انھوں نے ایڈیلیڈ' ملبورن اور سڈنی میں مسلم اتحاد و تنظیم کے لیے بڑا فعال کردار ادا کیا۔ ۱۹۴۸ء اور ۱۹۵۲ء میں قبرصی ترکوں کی بھی ایک بھاری تعداد سڈنی اور ملبورن پہنچی۔

۱۹۶۸ء میں حکومت آسٹریلیا نے بڑی بھاری تعداد میں مسلمانوں کو بالخصوص ترکی' لبنان اور البانیہ کے مسلمانوں کو فیکٹریوں اور کھیتوں میں کام کرنے کے لیے آسٹریلیا آنے کی دعوت دی۔ مصر' شام' فجی' بھارت' پاکستان' چین' برما' روس اور جنوبی افریقہ سے بھی بڑی بھاری تعداد میں مسلمان آسٹریلیا پہنچے۔ یہ لوگ اپنے دین اسلام کے سچے پکے پیروکار تھے۔ انھوں نے اپنی ملٹی نیشنل کمیونٹی تشکیل دی جس میں آسٹریلیا میں پہلے سے آباد مسلمان بھی شامل ہو گئے۔

۱۹۹۹ء میں آسٹریلیا میں آباد مسلمانوں کی کل تعداد کا تخمینہ ۲ لاکھ ۹۰ ہزار لگایا جاتا ہے۔ ان مسلمان آبادکاروں کی زیادہ تر تعداد نیو ساؤتھ ویلز اور وکٹوریہ میں آباد ہے۔ دوسری ریاستوں اور کرسمس اور کوکوس جزائر میں بھی مسلمانوں کی قابل ذکر تعداد آباد ہے۔ ان آبادکار مسلمانوں میں سب سے زیادہ تعداد ترکوں کی ہے۔ پھر عرب البانوی اور یوگوسلاوی مسلمان آتے ہیں۔ باقی مالے' افغان' بھارت' پاکستان اور فجی کے مسلمان ہیں۔

ان مسلمانوں کی زیادہ تر تعداد فیکٹری مزدوروں کی ہے۔ کچھ کسان ہیں اور کچھ یونی ورسٹیوں کے اساتذہ باقی مختلف النوع پیشوں سے منسلک ہیں۔ اس وقت تقریباً ۲۲ ہزار کے لگ بھگ مسلمان طالب علم یونی ورسٹیوں میں تعلیم پا رہے ہیں اور ہزاروں دوسرے مختلف فنی درس گاہوں اور کینبرا میں ڈپلومیٹک کور (سفارتی عملہ) سے منسلک ہیں۔

آسٹریلیا' مقامی تنظیم

آسٹریلیا میں مسلمانوں کی آبادکاری کی موثر تاریخ ۱۸۶۰ء سے شروع ہوتی ہے۔ وہاں مسلمانوں کی آبادکاری کا سلسلہ اگلے ۱۲۰ برس تک جاری رہا۔ اس عرصے کے دوران مسلمانوں نے اپنے آپ کو دو مرتبہ متحد و مربوط کرنے کی سعی کی۔ اس سلسلے میں پہلی کوشش ۱۸۸۰ء میں کی گئی جو ۱۹۴۸ء میں پہنچ کر مکمل ناکامی سے دوچار ہو گئی۔ دوسری کوشش ۱۹۴۸ء میں کی گئی جو اب تک کامیاب چلی آ رہی ہے۔ اس میں جو وسعت' گہرائی اور ہمہ گیری موجود ہے اس نے پہلی تنظیم کے تمام عناصر اپنے اندر جذب کر لیے ہیں۔

مسلمانوں کی پہلی منظم برادری کی بنیاد افغان آباد کاروں نے رکھی تھی۔ یہ آباد کار شہروں اور قصبات کے مضافاتی علاقوں میں کچے مکانات' لوہے کی جھونپڑیوں اور چھپروں میں رہتے تھے۔ ان کی ہر آبادی میں ایک مسجد ضرور ہوا کرتی تھی جو اس آبادی کا مرکزی مقام سمجھی جاتی تھی۔ برادری کی تنظیم فکری کے بجائے مذہبی و رسوماتی ہوتی تھی۔ مثال کے طور پر سب سے معمر اور عالم و فاضل شخص امام کے فرائض انجام دیتا تھا۔ یہ برادری کے مذہبی امور کی دیکھ بھال کا ذمہ دار ہوتا تھا۔ بچوں کی تعلیم کی طرف کم ہی توجہ دی جاتی تھی۔ ایک سادہ سی جھونپڑی مسجد اور جاے عبادت ہوتی تھی۔ بعض اوقات پتھروں کا ایک بڑا سا کمرہ عبادت خانہ بنا لیا جاتا تھا لیکن یہ برادری کے مرکز کا کام ہرگز نہ دیتا تھا۔ امام مسجد ٹرسٹی کے طور پر مسجد کے تمام امور کا مختار ہوتا تھا۔ برادری کے لیڈر انتہائی سخت گیر اور درشت مزاج ہوتے تھے جو اس اجنبی سرزمین پر تبلیغ اسلام کے ہرگز قائل نہ تھے۔ وہ ہر اس شخص کو برادری سے نکال باہر کرتے تھے جو ذرا بھی کسی اخلاقی یا کرداری لغزش کا مرتکب ہوتا۔ مثال کے طور پر اگر کسی شخص کا بیٹا شراب پی لیتا یا کسی عورت سے گستاخی کر بیٹھتا تو وہ شخص اپنے اس بیٹے کو اپنے ساتھ مسجد میں لے آتا اور سب لوگوں کے سامنے اسے گھر سے نکال دینے کا اعلان کر دیتا۔

"خان" مسلم برادری کا مرکز جنوبی آسٹریلیا تھا۔ وہاں مری' اوڈناٹا' فرینا' ہرگوٹ سپرنگز' ٹارکولا اور پورٹ آگسٹا میں بکثرت "خان" قصبات واقع تھے۔ مسلمانوں نے اوڈناٹا' مری' فرینا اور جنوبی آسٹریلیا کے دارالحکومت ایڈیلیڈ میں بڑی وسیع و عریض اور شان دار مساجد تعمیر کیں۔ افغانوں کی تعمیر کردہ مساجد میں ایڈیلیڈ کی مسجد سب سے بڑی اور پرشکوہ تھی۔ یہ حاجی ملا مبین کی زیرنگرانی تعمیر ہوئی تھی۔

جنوبی آسٹریلیا سے مسلمان دوسرے علاقوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ انھوں نے نیو ساؤتھ ویلز میں بروکن ہل' ولکانیا اور برک میں اپنی برادریاں قائم کیں اور وہاں مساجد تعمیر کیں۔ بروکن ہل کی مسجد نیوساؤتھ ویلز کی سب سے بڑی مسجد گنی جاتی ہے۔ کوئنز لینڈ میں افغان برادریاں کلونکری' ڈچز اور ریاستی دارالحکومت برسبین میں وجود میں آئیں۔ کوئنز لینڈ میں سب سے بڑی مسجد ۱۹۰۷ء میں عبدالغیاث اور

محمد حسن کی مساعی سے برسبین میں تعمیر ہوئی۔ مغربی آسٹریلیا میکاتھرا' ویلونا' کولگارڈی' کالگورلی' کانوں کے ایک قصبے اور پرتھ میں مسلم آبادیوں کے سبب مسلمان آبادکاروں کی ایک نہایت اہم ریاست بن گیا۔ ۱۸۹۵ء میں پرتھ کی جامع مسجد کی تعمیر کا کام شروع ہوا جو ۱۹۰۵ء تک جاری رہا۔

مالے مسلمانوں کی برادری زیادہ منظم نہیں تھی۔ اس کے اہم مراکز میکے' تھرسڈے آئی لینڈ (کوئنز لینڈ) اور بروم (مغربی آسٹریلیا) تھے۔ ان برادریوں میں ایک معمر اور عالم و فاضل شخص بحیثیت امام منتخب کیا جاتا تھا۔ اس کا کام صرف اتنا ہی ہوتا تھا کہ جو لوگ نماز پڑھنا چاہیں انھیں نماز پڑھا دیا کرے۔ ان برادریوں میں صرف بروم کے مسلمان ہی اس صدی کے اواخر میں مسجد تعمیر کرنے میں کامیاب ہو سکے۔

۱۹۴۸ء کے بعد مسلمانوں کے اتحاد و تنظیم کی مساعی زیادہ تر ناکامی سے دوچار ہوتی رہیں اور وہ سرزمین آسٹریلیا میں ایک معدوم ہوتی ہوئی نسل بنتے گئے۔ پرتھ کی مسجد پر قادیانیوں نے قبضہ جمالیا۔ بروم کی مسجد دوسری جنگ عظیم میں جاپانیوں کی بمباری کے بعد دوبارہ کبھی تعمیر نہ ہو سکی۔ کولگارڈی کی مسجد میوزیم میں تبدیل ہو گئی۔ ایڈیلیڈ کی مسجد نمازیوں سے خالی ہو گئی۔ اوڈناتا اور فرینا کی مساجد ڈھا دی گئیں۔ مری کی مسجد ۱۹۵۱ء میں صرف ۵۰ پونڈ کے عوض فروخت کر دی گئی۔ بروکن ہل کی مسجد بھی میوزیم میں تبدیل ہو گئی۔ برسبین کی مسجد میں ویرانی نے ڈیرے ڈال دیے۔ اس زمانے میں آسٹریلیا میں مسلمان نمازیوں کی تعداد انگلیوں پر گنی جا سکتی تھی اور مسلمانوں کی حیثیت سے پہچانے جانے والے لوگ چند صد ہی رہ گئے تھے۔

پھر نئے تارکین وطن کی آمد کے ساتھ ہی سرزمین آسٹریلیا میں احیائے اسلام کی تحریک شروع ہوئی۔ انھوں نے مسلمانوں کے اتحاد و تنظیم کی مساعی شروع کیں۔ انھوں نے عمارات اور مساجد بنانے سے پہلے مسلمانوں کی منظم و مربوط برادری کی تشکیل پر توجہ دی۔ چنانچہ شوریٰ کے اصولوں کے مطابق برادری کے راہنماؤں کا انتخاب ہوا۔ اس طرح آسٹریلوی مسلمانوں کو مخلص قیادت میسر آئی اور ان کی بقا اور ترقی کی راہیں روشن ہوئیں۔

آسٹریلوی مسلمانوں کی تنظیم و اتحاد کی کوششیں کرنے والے یہ نئے تارکین وطن قبرصی ترک تھے جو ۱۹۴۸ء میں ملبورن اور ۱۹۵۲ء میں سڈنی پہنچے تھے۔ لیکن ان کی منظم جماعت قومیت کی بنیاد پر استوار تھی بہ نسبت مذہبیت کے۔ انھوں نے مسجدوں کی بجائے کلب زیادہ بنائے۔ لیکن اب وہ قومیت کے بجائے اسلامیت پر زور دے رہے ہیں۔ پھر ایڈیلیڈ اور برسبین کی مسلم برادریاں بھی منظم و مربوط ہو گئیں اور انھوں نے ۱۹۵۳ء میں ان شہروں میں مساجد تعمیر کیں' متروک مساجد کی مرمت و بحالی کی۔ پھر البانویوں نے ۱۹۵۳ء میں ماریبا' کوئنزلینڈ میں' ۱۹۵۸ء میں شیپرٹن' وکٹوریہ میں اور ۱۹۶۱ء میں ملبورن' وکٹوریہ میں البانین

مسلم سوسائٹیز کی تشکیل کی۔ ۱۹۷۰ء میں انھوں نے ان تینوں شہروں میں مساجد بھی تعمیر کیں۔ عرب مسلمانوں کی برادریاں ۱۹۶۰ء میں سڈنی میں منظم ہوئیں اور ۱۹۶۸ء میں وولف گانگ میں ایک ملٹی نیشنل آرگنائزیشن قائم ہوئی۔ ۱۹۷۰ء کی دھائی میں براعظم آسٹریلیا میں بے شمار مسلم برادریاں آپس میں مربوط و منظم ہو کر بے شمار چھوٹی بڑی تنظیموں کی صورت میں سامنے آئیں۔ ان میں مالے، ترک اور یوگوسلاوی مسلمانوں کی تنظیمیں نمایاں تھیں۔ پرانے مسلم آباد کاروں کی تنظیمیں بھی منظرعام پر آکر عظیم اسلامی احیا کی مساعی میں ان تنظیموں کے ساتھ شامل ہو گئیں، مثلاً ایلس سپرنگز کے افاغنہ اور میکے کے مالے مسلمانوں کی تنظیمیں۔ آج آسٹریلیا میں تقریباً ۸۸ مسلم تنظیمیں ہیں۔ تازہ ترین (۱۹۹۹ء) اعداد و شمار کے مطابق وہاں ۵۸ اسلامک سنٹر اور ۵۲ مساجد ہیں۔

آسٹریلیا، قومی تنظیم

۱۹۶۰ء تک آسٹریلوی مسلمانوں نے اپنے اتحاد اور ربط کے لیے ملک گیر پیمانے پر کوئی تنظیم نہ بنائی۔ پھر ۱۹۶۱ء میں ایک ایسا واقعہ پیش آیا جس نے انھیں مجبور کیا کہ وہ ایک پلیٹ فارم پر متحد ہو کر اپنی ایک مضبوط و مربوط قومی تنظیم بنائیں۔ یہ واقعہ ایڈیلیڈ کی مسلم برادری سے تعلق رکھنے والے مذہبی راہنما احمد سکاکا سے تعلق رکھتا تھا جو ایک بڑے پکے سچے مسلمان، راست باز اور ایمان دار شخص تھے۔ وہ ۱۹۵۰ء میں یوگوسلاویہ سے ہجرت کر کے آسٹریلیا آئے۔ وہاں وہ بحیثیت الیکٹریشن ملازمت کرتے ہوئے، آسٹریلوی مسلمانوں کے اتحاد و تنظیم کے لیے دن رات کوششیں کرنے لگے۔ انھوں نے جنوبی آسٹریلیا میں اسلامک سوسائٹی قائم کی اور ایڈیلیڈ کی مسجد مسلمانوں کو واگزار کرائی۔ ۱۹۶۱ء میں انھوں نے وفاقی حکومت کو درخواست بھیجی کہ عیسائیوں کی طرح مسلمانوں کو بھی اپنی مذہبی رسومات کے مطابق شادی کی اجازت دے دی جائے۔ وفاقی حکومت نے یہ درخواست رد کر دی۔ اس سے مسلمانوں نے انتہائی تذلیل محسوس کی۔ اس وقت اُن کا یہ حال تھا کہ پرانے تارکین وطن نئے تارکین وطن سے بالکل الگ ہو چکے تھے۔ آسٹریلیا سے ایڈیلیڈ، ملبورن، سپرٹن، سڈنی، برسبین اور ماریبا میں مسلمانوں کی ۱۰ منظم برادریاں موجود تھیں۔ اپریل ۱۹۶۳ء میں ان برادریوں کا ہنگامی اجلاس ہوا۔ جس کے نتیجے میں آسٹریلین فیڈریشن آف اسلامک سوسائٹیز کا قیام عمل میں آیا (AFIS)۔

AFIS کی سب سے پہلی کوشش ایڈیلیڈ کی مسلم برادری کو اسلامی طریق کار اور رسومات کے مطابق شادیاں کرنے کی اجازت دلانا تھی لیکن AFIS کوئی اتنی منظم تنظیم نہ تھی۔ ۱۹۶۸ء میں اسے فجی مسلم لیگ کی شاخ بنا دیا گیا جو ہمسایہ جزائر فجی کے مسلمانوں کی جماعت تھی۔ اس طرح دوسری مسلم تنظیمیں بھی اس کی شاخیں بن گئیں۔ یوں فجی مسلم لیگ کو ایک مرکزی حیثیت حاصل ہو گئی۔ یہ عمل فجی جیسے چھوٹے سے

رقبے اور مختلف النسل مسلمان باشندوں پر مشتمل ایک چھوٹے سے ملک کے لیے بے حد سودمند ثابت ہوا۔ لیکن آسٹریلیا جیسے ملک میں، جو ایک مکمل براعظم ہے اور جس میں مختلف النسل مسلمان بستے ہیں، اس لیگ کا دائرۂ کار محدود تھا۔ ۱۹۶۸ء کے آئین میں یہ کہا گیا کہ AFIS کی ایگزیکٹو کمیٹی ممبر سوسائٹیوں کے منتخب نمایندوں پر مشتمل ایک جنرل اسمبلی کے ذریعے ہر دو سال بعد منتخب ہوا کرے۔ یہ میٹنگز ہر بار آسٹریلیا کے مختلف شہروں میں منعقد ہوتی تھیں۔ جنرل اسمبلی صدر اور نائب صدر کا انتخاب کرتی، صدر کمیٹی کی تشکیل کے لیے پانچ ممبروں کا انتخاب کرتا۔ ایگزیکٹو کمیٹی ہمیشہ ملبورن میں تشکیل پاتی۔ اس کے پہلے صدر پاکستان کے ڈاکٹر عبدالخالق قاضی تھے جو یونی ورسٹی پروفیسر تھے۔ وہ ۱۹۶۳ء تا ۱۹۶۷ء کمیٹی کے صدر رہے۔ ان کے بعد قبرص نژاد جرنلسٹ ابراہیم دلیل ۱۹۶۷ء تا ۱۹۷۱ء اور پھر البانوی النسل مسٹر حاشت سلی ۱۹۷۱ء تا ۱۹۷۴ء صدر رہے۔

۱۹۷۴ء میں سعودی حکومت نے آسٹریلوی مسلمانوں کے مسائل و ضروریات کا جائزہ لینے کے لیے ایک وفد آسٹریلیا بھیجا۔ اس وفد نے مسلمانوں کی عام تنظیموں سے رابطہ کیا اور ایک مجلس مشاورت تشکیل دی جس کی سفارشات کی روشنی میں آسٹریلوی مسلمانوں کی تنظیموں نے مندرجہ ذیل اقدامات کی بنیاد پر اپنی تنظیم نو کی مساعی شروع کیں:

— نسلی، لسانی اور قومی بنیادوں پر قائم شدہ اسلامک سوسائٹیوں کا تدریجاً اخراج اور آسٹریلیا کی ہر ریاست میں خالص جغرافیائی بنیادوں پر مسلم سوسائٹیوں کا قیام۔

— ہر ریاست میں مقامی اسلامی سوسائٹیاں ایک اسلامی کونسل تشکیل دیں جو اس ریاست کی تمام مسلم آبادی کی نمایندگی کرے۔ اور یہ ریاستی اسلامی کونسلیں قومی سطح پر اسلامی کونسلوں کی ایک فیڈریشن تشکیل دیں۔

انتھائی محنت اور جدوجہد کے بعد ۱۹۷۵ء میں آسٹریلین فیڈریشن آف اسلامک سوسائٹیز (AFIS) کو آسٹریلین فیڈریشن آف اسلامک کونسل (AFIC) میں تبدیل کر دیا گیا۔ اس کے اصول و ضوابط وہی تھے جو AFIS کے تھے۔ اس طرح آسٹریلیا کی ہر ریاست اور علاقے (کل تعداد ۹) میں ایک اسلامی کونسل قائم کر دی گئی ہے اور ایسی ہر کونسل اسلامی سوسائٹیوں کے مختلف ممبران سے بنی ہے۔ آسٹریلوی یونی ورسٹیوں میں تعلیم پانے والے مسلمان طلبہ کے مسائل و معاملات پر توجہ اہم اور مقدم سمجھی جاتی ہے۔ اس طرح تمام مسلمان طلبہ کے معاملات سنبھالنے کے لیے آسٹریلین فیڈریشن آف مسلم اسٹوڈنٹس ایسوسی ایشنز (AFMSA) تشکیل دی گئی ہے جو AFIC کی دسویں اسلامی کونسل بن گئی ہے۔ مقامی سوسائٹیاں، ریاستی کونسلیں اور AFIC اپنے اپنے دائرۂ کار میں رہتے ہوئے اپنی ذمہ داریاں اور فرائض انجام دے رہی ہیں۔

AFIC کے صدر اور نائب صدر ہر دو سال بعد دس اسلامی کونسلوں کے ذریعے منتخب ہوتے ہیں۔ صدر ایگزیکٹو کمیٹی کے دوسرے ممبروں کو منتخب کرتا ہے۔ صدر اور نائب صدر ایک مرتبہ سے زیادہ منتخب نہیں کیے جاسکتے۔ AFIC کے پہلے منتخب صدر پاکستان کے ڈاکٹر عبدالخالق قاضی تھے۔ ان کے بعد سے لے کر اب تک یعنی ۱۹۹۹ء تک بھارت' چین' مصر' البانیہ اور قبرص کے اعلیٰ تعلیم یافتہ اور اونچے عہدوں پر فائز مسلمان صدر منتخب ہوتے رہے ہیں۔ آج کل ابراہیم عطاء اللہ ایک مصری ٹیچر AFIC کے منتخب صدر ہیں۔

اس نئے نظام کے تحت AFIC نے آسٹریلوی حکام سے دوسرے مذاہب کے لوگوں کی طرح مسلمانوں کے لیے بھی یکساں مذہبی ومعاشرتی حقوق منظور کروانے کی انتہائی مشکل اور صبرآزما جدوجہد شروع کی اور اس میں کامیابی حاصل کی۔ اس نے آسٹریلوی مسلمانوں کو دنیاے اسلام میں متعارف کرایا۔ آسٹریلیا میں اسلامی اداروں کو چلانے کے لیے مالی امداد کا حصول آسان بنایا۔

تمام منظم اسلامی برادریوں کے لیے اماموں کا تقرر کیا۔ غیر منظم مسلمان برادریوں یعنی ابتدائی تارکین وطن' افغانوں اور مالے مسلمانوں کی اولادوں کو منظم و مربوط کیا۔ آسٹریلیا میں چھوٹے پیمانے پر مسلمان بچوں کے لیے مذہبی تعلیم کا بندوبست کیا۔

AFIC کے فرائض اور ذمہ داریاں گراں بار ہیں۔ اس کا دائرۂ کار لامحدود ہے۔ شروع سے لے کر اب تک اسے اپنے ہر کام میں کامیابی ہوتی چلی آرہی ہے۔ مسلمان بچوں کے لیے مذہبی تعلیم' تمام مسلم برادریوں کے لیے اماموں کا تقرر اور مسلم برادریوں کی تنظیم اس کی نمایاں کامیابیاں ہیں۔ درحقیقت ان ہی کامیابیوں سے آسٹریلیا میں اسلام کی بقا اور مستقبل وابستہ ہے۔

(یہ تحریر ڈاکٹر کتانی کی کتاب مسلم مائنرٹیز آف دی ورلڈ کے مضمون کا ترجمہ اور اس پر تازہ معلومات کا اضافہ ہے)

کوئٹہ میں ماہنامہ ترجمان القرآن حاصل کیجیے

مکتبہ تحریک محنت

پہلی منزل' حاجی واحد پلازہ' بیٹ روڈ' کوئٹہ

خرم مرادؒ کے درس قرآن

پہلی مرتبہ سی ڈی پر

آیت الکرسی' البقرہ کا آخری رکوع اور

سورۃ الشمس سے الناس تک ۲۴ سورتیں

۲۰ سی ڈی کا سیٹ' دیدہ زیب ڈبہ - ہدیہ ۱۵۰۰ روپے

سمع و بصر

علی ہائٹس' کریم بلاک مارکیٹ' علامہ اقبال ٹاؤن' لاہور- فون: 5411546